سوال

میں نے تکلیف واذیت کی بنا پر عدالت کے ذریعہ طلاق کا مطالبہ کیا، کیونکہ خاوند مجھے زدکوب کرتا اور میرے ساتھ اہانت آمیز سلوک کرتا تھا، اور حقوق کی ادائیگی میں بھی کوتاہی کا مرتکب تھا، کئی ماہ تک میں میکے رہی نہ تو میرا خاوند میرے والدین سے سمجھوتہ کرنے آیا، اور نہ ہی کسی دوسرے کو صلح کےلیے بھیجا میں نے اپنے والدین کے ساتھ سمجھوتہ کیے بغیر خاوند کے ساتھ جانے سے انکار کردیا، کہ پہلے وہ میرے والدین کے ساتھ وعدہ کرے کہ مجھے زدکوب نہیں کریگا، لیکن خاوند نے اس سے انکار کردیا اور میرے والدین سے بھی سمجھوتہ نہیں کیا، توعدالت میں میرے حق میں طلاق کا فیصلہ جاری کردیا، اور مجھ سے میرے مالی حقوق کے متعلق دریافت کیا کہ آیا میں اس سے دستبردار تو نہیں ہونا چاہتی، میں نے دستبردار ہونے سے انکار کردیا اور ایک طلاق ہوگئی، خاوند نے مجھے باقی مانندہ مہر اور عدت کے اخراجات ادا کردیے میرا سوال یہ ہے کہ : کیا اسے طلاق مانا جائیگا کہ یہ خلع شمار ہوگا ؟ کیونکہ طلاق کا کا مطالبہ تو میں نے خود کیا تھا اور عدت کتنی ہوگی ؟ اور کیا دوران عدت مجھے خاوند کے گھر میں ہی رہنا لازم ہوگا ؟ لیکن میں اس کے گھر نہیں رہنا چاہتی اور نہ ہی میرے گھر والے چاہتے ہیں کیونکہ اس نے میری اور میرے گھر والوں کی توہین کی ہے، اور اگر میں دوبارہ اس کے گھر جاتی ہوں تو خدشہ ہے کہ وہ مجھے زدکوب کریگا، کیا میں جوکچھ کررہی اور دوران عدت میکے میں ہوں کہیں حرام تو نہیں ؟ برائے مہربانی آپ اس کے متعلق تفصیلی معلومات فراہ کریں، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے

جواب

ہمہ قسم کی حمد اللہ تعالی کےلیے، اور درود وسلام ہوں اللہ کے رسول پر، بعد ازاں :

اول :

آپ کو جو ضرر اور اذیت ہوئی اس کی بنا پر اگر عدالت نے آپ کے حق میں طلاق کا فیصلہ کیا ہے تو آپ کو ایک رجعی طلاق ہوچکی ہے، اور اسے طلاق شمار کیا جائیگا خلع نہیں، چاہے آپ نے ہی طلاق کا مطالبہ کیا ہے یہ طلاق ہونے کے حکم پر کوئی اثرانداز نہیں ہوسکتا

دوم :

اصل یہی ہے کہ مطلقہ عورت اپنے خاوند کے گھر میں ہی طلاق گزارے گی جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کو شمار کرو، اور اللہ کا تقوی اختیار کرو جو تمہارا پروردگار ہے، انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ واضح طور پر کوئی فحاشی کا کام کریں الطلاق (1).

لیکن اگر مطلقہ عورت کو خاوند کے گھر میں عدت گزارنے میں یقینی اذیت وتکلیف اور ضرر کا خدشہ ہو تو اس کے اپنے میکے جا کر عدت گزارنا جائز ہوگا

قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" تم انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو.

یعنی خاوند کو دورات عدت اپنی بیوی کو گھر سے نکالنے کا حق حاصل نہیں، اور نہ ہی بیوی کےلیے گھر سے نکلنا جائز ہے؛ کیونکہ یہ خاوند کا حق ہے، لیکن اگر کوئی واضح ضرورت ہو تو وہاں سے نکل سکتی ہے

اوراگروہ وہ خود ہی نکل جائے توگنہگار ہوگی اورعدت منقطع نہیں ہوگی، اس میں طلاق رجعی اور طلاق بائن والی عورت برابر ہے؛اس کا مقصد مرد کے نطفہ کا خیال اور دیکھ بھال ہے، اوراس آیت میں بیوتہن میں جو عورتوں کی طرف اضافت کی گئی ہے اس ک معنی بھی یہی ہے

جس طرح کہ اللہ تعالی کا درج ذیل فرمان بھی ہے :

اور تمہارے گھروں میں اللہ کی جن آیا اور دانائی کی باتوں کی تلاوت کی جاتی ہے انہیں یاد کرو الاحزاب (34) .

اوراللہ تعالی کا فرمان ہے :

اوراپنے گھروں میں ٹکی رہو الاحزاب (33) .

یہاں اسکان یعنی رہائش اختیار کرنے کی اضافت ہے نہ کہ اضافت تملیک یعنی مالک بننے کی اضافت نہیں

اوراللہ تعالی کا فرمان :

تم انہیں مت نکالو .

یہ الفاظ اس کے متقاضی ہیں کہ یہ چیز خاوند کے حق میں ہو یعنی خاوند انہیں وہاں سے مت نکالیں

اوراللہ کا فرمان :

اور نہ ہی وہ نکلیں .

یہ بیویوں کے حق میں ہے کہ بیویاں خود بھی وہاں سے نہ نکلیں " انتہی

فتاوی اللجنۃ الدائمۃ میں درج ذیل فرمان باری تعالی کے متعلق درج ہے :

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کو شمار کرو، اور اللہ کا تقوی اختیار کرو جو تمہارا پروردگار ہے، انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ واضح طور پر کوئی فحاشی کا کام کریں الطلاق (1) .

اگر عورت کسی کے نکالے بغیر خود ہی خاوند کی اجازت کے بغیر نکل جائے تو اس کے متعلق حکم کیا ہے ؟ خلع نہیں بلکہ طلاق ہو چکی ہے اور عدت باقی ہے ؟

جواب :

اگر طلاق رجعی والی عورت خاوند کے نکالے بغیر خود ہی خاوند کے گھر سے نکلتی ہے تو وہ گنہگار ہوگی؛ لیکن اگر اسے نکلنے کی ضرورت اور کوئی سبب پیش آئے تو وہ نکل سکتی ہے " انتہی

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" طلاق رجعی والی عورت پر دوران عدت خاوند کے گھر میں ہی رہنا واجب ہے، اور اس کے خاوند پر بھی اسے طلاق رجعی کی عدت کے دوران گھر سے نکالنا حرام ہے

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دو تو انہیں ان کی عدت کے لیے طلاق دو اور عدت کو شمار کرو، اور اللہ کا تقوی اختیار کرو جو تمہارا پروردگار ہے، انہیں ان کے گھروں سے مت نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں مگر یہ کہ وہ واضح طور پر کوئی فحاشی کا کام کریں اور یہ اللہ کی حدود ہیں، اور جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا الطلاق (1).

آج کل جو رواج بن چکا ہے کہ جیسے ہی عورت کو طلاق رجعی ہوجاتی ہے تو وہ فوراً اپنے میکے چلی جاتی ہے، یہ بہت بڑی غلطی اور حرام عمل ہے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہے کہ :

" تم انہیں مت نکالو " اور یہ بھی فرمایا کہ " وہ خود بھی نہ نکلیں "

اس سے صرف استثناء اسی صورت میں ہے کہ اگر وہ عورت کوئی واضح فحش کام کا ارتکاب کرتی ہو

اس کے بعد اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا کہ :

یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں؛ اور جو کوئی اللہ تعالی ک حدود سے تجاوز کرتا ہے اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا .

پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اس کے بعد عورت کے اپنے گھر میں ہی طلاق رجعی کی عدت گزارنے کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرمایا :

آپ نہیں جانتے کہ ہوسکتا ہے شائد اس کے بعد اللہ تعالی کوئی نئی بات پیدا کردے .

چنانچہ مسلمانوں پر اللہ تعالی کی حدود کی خیال کرنا واجب ہے؛ کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے انہیں جو حکم دیا ہے اس پر عمل کریں، اور اپنے رسم ورواج اور عادات کو شرعی امور اور احکام کی مخالفت کا ذریعہ مت بنائیں

اہم یہ ہے کہ ہم پر اس مسئلہ کا خیال رکھنا واجب ہے اور رجعی طلاق والی عورت پر خاوند کے گھر میں ہی عدت پوری کرنا واجب ہے، اس عدت کے دوران عورت کے لیے اپنے خاوند کے سامنے چہرہ ننگا کرنا اور بناؤ وسنگھار کر کے سامنے آنا اور خوشبو لگانا اور اس سے بات چیت کرنا اور خلوت میں بیٹھ کر ہنسی مذاق کرنا جائز ہے؛ لیکن وہ ہم بستری اور مباشرت نہیں کریگی، کیونکہ یہ تو رجوع کے وقت ہوتا ہے

خاوند کو حق ہے کہ وہ اپنی طلاق رجعی والی بیوی سے زبانی یا مجامعت ومباشرت کے ساتھ رجوع کرے، میں نے بیوی سے رجوع کیا کہے تو رجوع ہو جائیگا، اور اگر رجوع کی نیت سے مجامعت ومباشرت کرتا ہے تو بھی رجوع ہو جائیگا " انتہی

ماخوذ از : فتاوی اسلامیۃ

ہم اوپر کی سطور میں بیان کر چکے ہیں کہ طلاق رجعی والی عورت کا دوران عدت اپنے خاوند کے گھر سے میکے منتقل ہونا اگرچہ اصل میں ممنوع ہے؛ لیکن ضرورت وحاجت کی بنا پر یا پھر کسی عذر کی بنا پر منتقل ہونا مباح ہے

ابو ولید باجی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" اور قاضی ابو محمد کا قول ہے : اگر خاوند اور بیوی کے مابین اگر اس طرح کی بدماغی اور لڑائی جھگڑا زیادہ ہوجائے اور اذیت وتکلیف بڑھ جائے اور خاوند اپنی اصلاح کی کوشش نہ کرتا ہو اور امید بھی نہ ہو تو پھر عورت کسی دوسری رہائش میں منتقل ہو جائے "

پھر اس کے بعد خاوند کے گھر سے بیوی کے منتقل ہونے کے کچھ اسباب کے متعلق جو کہا گیا ہے وہ بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں :

" یہ سب اقوال اس پر دلالت کرتے ہیں کہ عذر کے بغیر عورت کا خاوند کے گھر سے منتقل ہونا مباح نہیں ہے، اگرچہ عذر کی تعیین میں علماء کرام کا اختلاف پایا جاتا ہے " واللہ تعالی اعلم " انتہی

ماخوذ از : المنتقی شرح الموطا

اس بنا پر اگر آپ اپنے خاوند کی مار اور اذیت و تنکلیف کا خدشہ رکھتی ہیں کہ اگر دوران عدت خاوند کے گھر گئیں تو وہ آپ کو زدکوب کریگا اور تکلیف پہچائیگا تو آپ کے لیے اپنے میکے میں ہی عدت گزارنا جائز ہے

واللہ اعلم .

الاسلام سوال و جواب

122703